دعوات عبدیت و حق
ضبط و ترتیب: ادارۃ الحق

از ارشادات شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب مدظلہٗ

رسول کریمؐ کی اطاعت و محبت

(یہ تقریر روشن خان محمد خان ٹوبیکو کمپنی نواں کلی (صوابی) کے اجتماع سیرت میں کی گئی۔ "ادارہ")

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔۔۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا رحمۃ مھداۃ۔ حضورؐ نے فرمایا میں خدا کیطرف سے بھیجا گیا رحمت ہوں۔

محترم بزرگو! اس مجلس کا انعقاد سردارِ دوجہاں حضورِ اقدسؐ کی سیرت کے متعلق ہے۔ سیرت کا دامن اس قدر وسیع ہے کہ اگر عمر بھر اس کے کسی ایک پہلو کو بیان کیا جائے تو ناممکن ہے، کجا کہ مجھ جیسے ناقص العلم اسے پورا بیان کر سکیں۔ حضورؐ کی شان تو یہ ہے کہ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر۔

ام المومنین حضرت عائشہؓ سے کسی نے حضورؐ کے اخلاق کے بارہ میں دریافت کیا تو انہوں نے مختصراً جواب دیا: وکان خُلُقُہُ القرآن۔ کہ حضورؐ کے اخلاق قرآن کریم ہی تو تھے۔ الحمد سے والناس تک قرآن کریم کو پڑھئے سیکھئے سمجھئے، یہ سب حضورِ اقدسؐ کے اخلاق و عادات کی تفصیل ہے۔ تو حضورؐ کی سیرت کے لئے قرآن کا مطالعہ کیجئے۔ تمام بھلائی اور خوبی جو اس میں ہے وہ حضورؐ کی سیرت میں عملی طور پر پائی جاتی ہے۔ پھر قرآن کریم ایسی کتاب ہے۔ جس کے عجائب اور اسرار کبھی ختم نہیں ہوتے۔ اس طرح حضورؐ کی سیرت مبارکہ کی تفصیلات اور عجائبات بھی ختم نہیں ہو سکیں گے۔

بھائیو! اللہ تعالیٰ نے ہمیں جسم عطا فرمایا۔ اس کے لئے دو قسم کی روشنیوں کی ضرورت ہے۔ ایک تو آنکھوں کی روشنی جسے ہم بصارت کہتے ہیں۔ اور اس کے ذریعہ راستہ پر چلتے ہیں۔ کانٹے اور دیگر اذیت والی چیزیں دیکھتے ہیں۔ اسطرح نفع کی چیزیں معلوم کرتے ہیں۔ ظاہری حسن و قبح کا فرق اس کے ذریعہ ہوتا ہے۔ جسم کی زندگی کی بصارت بینائی پر موقوف ہے۔ اندھا بیچارا کسی کام کا نہیں ہوتا۔ مگر قوت بصارت ایک خارجی اور بیرونی روشنی کی محتاج ہے۔ اگر رات کو روشنی نہ ہو دن کو آفتاب

نہ ہو تو اس بینائی سے کچھ کام نہیں ہو سکتا۔ ٹکریں مارتے پھریں یہ آنکھیں اس خارجی روشنی کے بغیر منزلِ مقصود تک نہیں پہنچا سکیں گی۔ بلکہ تباہی کی طرف لے جائیں گی۔ غرض جسم کی بیرونی ترقی اور بقاء کے لئے روشنی کی ضرورت تھی، تو خدا نے جو رب ہے، اور آہستہ آہستہ تدریجاً تدریجاً ہر شے کو اپنے کمال تک پہنچاتا ہے۔ اس کے لئے چاند ستارے آفتاب وغیرہ پیدا کئے۔ موم بتی کی روشنی اس سے زیادہ چراغ کی اس سے زیادہ بجلی اور چاند اور سب سے زیادہ آفتاب کی۔ اسطرح انسان کی روحانی ترقی اور معنوی بقاء وحفاظت کے لئے اندرونی روشنی انسان کو دی جسے عقل۔ فکر اور فہم کہا جاتا ہے۔ مگر جسطرح جسمانی روشنی خدا نے متفاوت پیدا کی ہے۔ اسطرح خدا نے ہر انسان کو عقل اور فہم متفاوت دی۔ کسی کو زیادہ کسی کو کم۔ اور جسطرح آنکھیں خارجی روشنی کے بغیر بیکار ہیں۔ اس طرح اس بصیرت باطنی اور عقل وفہم کے لئے ایک بیرونی روشنی کی ضرورت ہے۔ اگر کوئی شخص افلاطون، ارسطو، فیثاغورث، اور جالینوس بن جائے۔ ان سے بھی بڑا عقلمند بن جائے۔ مگر جب تک خدا کی پیدا کردہ اس خارجی روشنی سے فائدہ نہ لے۔ تو اس کا عقل وفکر اندھیروں میں بھٹکتا رہے گا۔ اور منزل تک کبھی نہ پہنچ سکے گا۔ بلکہ کسی تباہی کے گڑھے میں گر کر ہلاکت کا باعث بن جائے گا۔ یہ بیرونی روشنی نبوت اور وحی الٰہی کی روشنی ہے۔ اور انبیاء علیہم السلام اس روشنی کے حامل ہیں۔ خدا نے اس روشنی کے لئے انبیاءؑ کو بھیجا۔ پھر جسطرح ظاہری روشنیاں متفاوت تھیں کوئی موم بتی، او چراغ کی مانند ہے۔ کوئی تاروں کے برابر کوئی چاند کی شکل میں۔ ہمارے حضورؐ خاتم النبیین ہیں۔ تو ان کی مثال آفتاب کی طرح ہے۔ شاگردوں اور امتوں کی استعداد کا لحاظ رکھتے ہوئے اساتذہ اور انبیاء بھیجے گئے۔ حضورؐ کو آفتاب بنا کر بھیجا کہ حضورِ اقدسؐ کا دور علم کے انتہائی عروج اور ترقی کا زمانہ تھا...

ہر پیغمبر نور ہے۔ مگر تمام انبیاء کا سردار وہ نور ہے۔ جو روشنی میں بھی سب سے بڑھ کر ہے اور جب آفتاب موجود ہو تو چھوٹی روشنیوں کی ضرورت نہیں ہوتی۔ نہ کوئی دن کی روشنی میں بجلی یا چراغ جلاتا ہے۔ اب اگر پیغمبر کی ہدایات کی روشنی میں ہماری زندگی گذرے گی۔ تب ہمارا یہ عقل، یہ سیاست، یہ علم، یہ سائنس اور یہ نظام کام دے گا۔ اور ہماری کامیابی کا باعث ہوگا۔ یہ روشنی جو یہاں جل رہی ہے۔ اس کا نام بلب ہے۔ اور یہ روشنی ایک پاور ہاؤس سے آتی ہے۔ جو مالاکنڈ اور ورسک میں موجود ہے۔ اگر اس بلب کا رابطہ اپنے پاور ہاؤس سے کٹ جائے یا فیوز ہو جائے تو روشن نہ ہوگا۔ بلکہ سیاہ اور تاریک ہو جائے گا۔ پھر اس بلب تک دو تار لگے ہیں۔ ایک سرد اور ایک گرم اور دو ذریعے رابطہ قائم ہے پاور ہاؤس سے، اگر ان تاروں میں سے ایک بھی کاٹ دیں تو یہ بلب روشن نہ

نہ ہو سکے گا۔ رابطہ قائم ہو اور فیوز نہ ہو تو یہ کام دے گا۔ یہ میدان بھی روشن ہو گا۔۔۔ یہی حال ہمارے دل کا ہے اور اسے بھی خدا نے بلب کی شکل کا بنایا ہے۔ اس میں ایمان اور یقین کی روشنی تب آئے گی کہ رابطہ ہو اس کا پاور ہاؤس سے۔ یہ پاور ہاؤس مدینہ طیبہ ہے۔ اور حضور اقدسؐ کا گنبد خضراء ہے جس نے اپنے دل کو اس مرکز ہدایت اور نور کے سرچشمہ سے منور کیا اس کا نام بن گیا۔ سیدنا ابوبکر صدیق۔ اس کا نام بن گیا حضرت عمر حضرت ابوعبیدہ بن الجراحؓ۔ حضرت خالد بن ولید یہ روشنی حضورؐ کی شکل میں اب بھی زندہ اور موجود ہے۔ خدا کے دینے میں کوئی فرق نہیں آیا۔۔۔ لینے والا نہیں۔ قلوب اندر سے فیوز ہیں۔ تاریک ہیں۔ کیونکہ رابطہ ٹھیک نہیں اور جب دل تاریک تو سارا جسم اور سارا ماحول تاریک ہے۔ کیونکہ سارا مدار دل ہی پر تو ہے۔ الا ان فی الجسد مضغۃ اذا صلحت صلح الجسد کلہ واذا فسدت فسد الجسد کلہ الا وھی القلب۔ جسم میں ایک ٹکڑا ہے جو صحیح ہو جائے تو سارا جسم ٹھیک ہو جاتا ہے۔ اور اگر وہ فاسد ہو تو سارا جسم فاسد ہو جاتا ہے۔ پھر جسطرح بلب کی روشنی دو تاروں پر موقوف ہے۔ اور ہر ایک کی خاصیت الگ الگ ہے۔ اگر یہ تار ٹھیک نہ ہو تو تمہاری سائنس نہ چلے گی۔ اس طرح حضورؐ کے ساتھ رابطہ کے بھی دو تار ہیں۔ ایک حضورؐ کی محبت دوسری حضورؐ کی اطاعت۔ ان میں سے ایک یعنی محبت گرم تار ہے۔ اور اطاعت سرد۔ محبت اتنی ہو کہ اپنی عزت مال و آبرو اور جان سے بھی زیادہ۔۔۔ حضورؐ نے فرمایا: لایومن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین ۔۔۔ تم میں سے کوئی شخص مسلمان نہیں بن سکتا۔ جب تک مجھے اپنے باپ، بچوں اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ سمجھے۔

دوسرا تار اطاعت اور فرمانبرداری کا ہے۔ اس میں ادب ہوتا ہے۔ جذبات کو چھوڑ کر خواہشات کو چھوڑ کر حضورؐ کی اطاعت اور تابعداری کرنی پڑے گی۔ یہ رابطہ تب صحیح ہو گا کہ خدا نے حضورؐ کو جن احکام کیساتھ بھیجا ہے۔ ان کے مطابق زندگی صرف ہو۔ ان احکام میں تجارت کے احکام بھی ہیں۔ ملازمت و معاشرت کے بھی گھربار مزدور و آقا کے احکام بھی موجود ہیں۔ غربت اور فقیری اور سلطنت اور حکومت کے طریقے بھی ہیں۔ غزوۂ خندق میں حضورؐ پھاوڑا لیکر اپنے ہاتھوں سے خندق کھود رہے ہیں۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ پیٹ مبارک سے کپڑا سرک گیا تو دیکھا کہ بھوک کی وجہ سے پتھر بندھے ہوئے ہیں۔ آقا ساتھیوں کو خدا کی راہ میں مشغول دیکھ کر خوش ہو رہے ہیں۔ اور زبان مبارک پر یہ رجزیہ کلمات ہیں: اللھم لاعیش الا عیش الآخرۃ

فاغفر الانصار والمهاجرة ۔ دنیا کی خوشی کوئی خوشی نہیں۔ قارون اور فرعون جتنی دولت ہو تو کیا فائدہ؟ سب کچھ رہ جاتا ہے۔ اس موجودہ دنیا میں سینکڑوں مثالیں دیکھئے۔ آج تخت پر ہے تو کل تختہ پر۔ حضورؐ نے اپنے ساتھیوں کو خوشخبری دی آخرت کی۔ جو تنخواہ کے مزدور نہ تھے۔ اللہ کے مزدور تھے۔ مگر جس نے خداوند کریم کی خوشنودی کے لئے کام کیا۔ دنیا کے تاج و تخت بھی اس کے قدم چومتے ہیں۔ چنانچہ اس موقع پر خوشخبری سنائی۔ پھاوڑا جب مارا تو روشنی نکلی اور اس میں قیصر و کسریٰ اور صنعاء یمن کے بنگلے نظر آئے۔ حضورؐ نے صحابہؓ کو بشارت سنائی کہ یہ سب کچھ تمہارے قدموں میں ہوگا۔ مگر فرمایا کہ اے اللہ عیش صرف آخرت کی عیش ہے۔ یہ سب دنیا تو فانی ہوگی۔ آخرت کی عیش کو اہم مقصود بنا دیا اس دنیا میں ہمارے جسم سمیت جو کچھ بھی ہے۔ نہ ابتداء میں تھا۔ اور نہ باقی رہنے والی چیزیں ہیں۔ حضرت علیؓ مسلمانوں کے خلیفۂ رابع اور حضورؐ کے داماد فرماتے ہیں۔ کہ جو شخص پیشاب کے دو قطروں سے پیشاب کے دو راستوں کے ذریعہ پیدا ہوا، زندگی بھر ہر حال میں اس کے پیٹ اور بدن کے اندر نجاست اور غلاظت موجود ہو۔ ہر وقت نجاست کو لئے پھرتا ہے۔ اور مرنے کے بعد گل سڑ کر کیڑوں کی خوراک بن جاتا ہے۔ بدبو دار ہو جاتا ہے۔ ایسا شخص اپنے آپ پر کیوں غرور کرے۔ ہم کیا ہیں۔! ــــــ یہ خدا کی دی ہوئی نعمتیں ہیں۔ ہر نعمت پر شکر ادا کرنا ہے۔ نعمت محسن سے ملتی ہے۔ اللہ تعالیٰ محسن ہیں تو اس کے احسانات کو تو مانو دل سے۔ پھر زبان سے کھانا کھاؤ تو بسم اللہ کہو۔ فارغ ہو جاؤ تو الحمد للہ کہو۔ اور اس کھانے سے جو تقویت ملے، اُسے خدا کی بندگی کا ذریعہ بنا دو۔ یہ ہے شکر۔ اب تو زبان سے بھی اللہ کا نام نہیں لیا جاتا۔ غرض حضورؐ نے شکر اور بندگی کے تمام طور طریقے بتلائے۔ حضورؐ اسلام اور مسلمانوں کے لئے پاور ہاؤس ہیں۔ اور آج بھی گنبدِ خضراء میں تمام کمالات اور صفات کے ساتھ موجود ہیں۔ وہاں سے روشنی ہمارے دلوں میں اور ہمارے اعمال میں تب پیدا ہوگی۔ کہ اپنا رابطہ ٹھیک کرلیں۔ آج جو تمام دنیا میں اندھیرا ہے۔ اور مسلمان بھی اس میں بھٹک کر ذلت و خواری کے گڑھے میں گر رہے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم نے دونوں تاروں کو کاٹ دیا ہے۔ اطاعت کا تار بھی اور محبت کا بھی۔ اگر محبت اور اطاعت کا دعویٰ ہے تو صرف نام رہ گیا ہے۔ محبت جس میں اطاعت نہ ہو کسی کام کی نہیں۔ دراصل عداوت ہے۔ اور صرف قانونی اور رسمی اطاعت، کہ محبت نہ ہو وہ بھی باعث نجات نہیں۔ بیوی بچوں سے ہماری محبت ہے تو سفر و حضر میں رات دن ایک کر کے ان کے آرام اور راحت کے لئے کمانے کی فکر میں رہتے ہیں۔ خواہ حلال ہو یا حرام کسی تکلیف اور مصیبت کی پرواہ نہیں کرتے کیونکہ ان کے

ساتھ قلبی رابطہ ہے محبت ہے۔ ان سے کسی بدلے کی توقع نہیں، نہ کسی خیر اور نفع کا لالچ ہے۔ کہ فطری محبت ہے، ان کے ساتھ اگر حضورؐ کے ساتھ حقیقی اور صحیح محبت آجاتے تو تابعداری اور اطاعت کے لیئے نہ تبلیغ کی ضرورت ہوگی نہ تعلیم و تلقین کی، خود بخود اطاعت آئے گی۔ ہر بات ہر عمل اور عادت میں محبوب کا طریقہ اختیار کیا جائے گا۔ جارج پنجم نے ڈاڑھی رکھی۔ پوچھا گیا کہ کیوں؟ کہا کہ مجھے دنیا میں جس انسان کے ساتھ سب سے زیادہ محبت تھی۔ وہ میرا باپ تھا۔ چونکہ اس نے ڈاڑھی رکھی تھی تو میں نے بھی رکھی ___ پھر محبت میں مصلحت اور حکمت تلاش نہیں کی جاتی۔ کہ کیوں ایسا کروں۔؟ کیا فائدہ ہے۔؟ اور کیا فلسفہ ہے اس میں۔؟ جب محبت ہوگی تو اطاعت لازمی ہے۔ وہ محبت نہیں جھوٹا دعویٰ ہے۔ آج محبت نہیں رہی تو اطاعت بھی چلی گئی، نتیجہ کیا نکلا۔؟ آج ہم سرنگوں ہیں۔ مسلمانوں کے دل زخمی ہیں کہ کروڑوں مسلمان ۲۲ لاکھ یہودیوں سے شکست کھا گئے۔ یہ ابوعبیدہ، عمرو بن العاص اور سعد بن ابی وقاص جنہوں نے مصر و عراق اور ایران و شام فتح کیا۔ وجہ کیا تھی۔؟ حضرت عمرؓ فاتح بیت المقدس کی کیا حالت تھی۔؟ دولت و حکومت سب پاس ہے۔ مگر کرتے کیا ہیں۔ آٹھ آٹھ پیوند کپڑوں میں لگے ہوئے تھے۔ پوچھا گیا کیا خزانہ میں گنجائش نہیں۔؟ فرمایا نہیں۔ میں نے اپنے آقا کو دیکھا کہ بحرین سے ایک لاکھ کی دولت آئی۔ مگر اپنے افطار کے لئے بھی کچھ نہ چھوڑا! کیا یہ حضرات بلڈنگیں نہیں بنا سکتے تھے۔؟ جس رات حضورؐ دنیا سے تشریف لے گئے۔ تو چراغ کا تیل ادھار لیا گیا تھا۔ حضور علیہ السلام کے گھر کی یہ حالت تھی کہ نابالغ آدمی ہوتا تو چھت سے سر لگتا۔ ظاہری یہ حالت تھی اس کمرے کی کہ جہاں حضورِ اقدسؐ کا جسدِ اطہر اب بھی موجود ہے۔ اور جو عرش سے بھی افضل ہے۔ عرش اس پہ کرتا ہے۔ حضورؐ نے اسوہ پیش کیا کہ قومی دولت کو ذاتی منافع میں نہ لگاؤ۔ حضرت عمرؓ بیت المقدس میں فاتحانہ داخل ہو رہے ہیں۔ غلام اور ان کا ایک ہی اونٹ ہے سواری کے لئے۔ باری باری اس پہ سفر کرتے ہیں۔ بیت المقدس پہنچتے وقت غلام کی باری تھی اس کو بٹھایا اور خود مہار پکڑے ہوئے ہیں۔ یہود اور نصاریٰ غلام کو امیر المومنین سمجھے۔ اور آج ہماری حالت کیا ہے۔؟ در حقیقت آنچہ برما است از ما است ___ ہمارے ہاں لڑائی کے وقت ہمارے لیڈر نے اتنا تو کہا کہ کفار نے لا الٰہ الا اللہ کہنے والی قوم کو دعوت مبارزت دی ہے ___ اگرچہ بموں اور جہازوں کی کوئی کمی نہیں تھی۔ مگر اسرائیل کے مقابلہ میں یقیناً غالب ہو جاتے۔ مگر رابطہ اپنے مرکز اور پاور ہاؤس سے توڑ دیا۔ یہاں کے لوگ تھوڑے عرصہ کے لئے بدل گئے۔ خدا کی طرف راغب ہوئے تو خدا نے ذلت اور رسوائی سے بچایا۔ مگر یہاں کی حالت بھی

بعد از جنگ تیزی سے بدل گئی۔ عوام اور خواص سب اپنی پرانی روش پر آگئے اور نہ ارباب اقتدار خدا کی اس نعمت کے شکر گزار ہوئے۔ بلکہ خدا کے غضب کو دعوت دینے والی باتوں پر اڑے رہے۔ اللہ تعالیٰ دوبارہ آزمائش اور امتحان نہ لائے۔ ورنہ خدا کی گرفت کا خطرہ ہے۔ مسلمانوں کی قوت و طاقت تو حضورؐ کی اتباع اور وابستگی میں ہے۔ ان کی سنتوں پر چلنے میں ہے۔ حضرت عمر ابن عبدالعزیز مجدد اوّل خلیفہ بنے تو حکام اور عمال کے نام خط بھیجا کہ اگر میری خلافت میں حضورؐ کی ایک سنت زندہ ہو جائے اور اس کے لئے عمر کے بدن کا ریزہ ریزہ ہو جائے اور ساری حکومت چلی جائے۔ پھر بھی اسے کامیابی سمجھوں گا۔ اور اگر ساری دنیا کی بادشاہی میرے قبضہ میں ہو مگر حضورؐ کی کوئی سنت مٹ جائے تو عمر کامیاب نہیں۔ خداوند تعالیٰ دیکھتے ہیں کہ تمہاری غمی اور شادی اور گھریلو معاملات، اجتماعی تعلق کس شکل پر ہے۔ وہ پوچھیں گے میں نے تمہارے پاس ایک نمونہ بھیجا تھا اور تم نے اس نمونہ کو اپنا معیار بنایا یا نہیں۔؟ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ بے شک تمہارے لئے رسول کریم میں بہترین نمونہ ہے۔

تم درزی کو کپڑے دیتے ہو اور نمونہ بھی اس کے سامنے رکھ دیتے ہو کہ اسی طرح کپڑا چاہتے ہیں۔ خدا نے ہمیں نمونہ دیا کہ زندگی کو اس کے مطابق ڈھال کر میرے پاس لوٹنا۔ جن لوگوں نے اس صورت کو اپنایا وہ کروڑوں پر بھاری ہوئے۔ ۳۱۳ بدر میں ۷۰۰ احد میں اور ۳۰۰۰ خندق میں مگر ہزاروں کو شکست دیتے ہیں۔ اور آج ستر کروڑ ہیں۔ مگر اسوہ حسنہ بنایا ہے۔ امریکہ اور روس کو تو اندر سے کھوکھلے ہیں اور سمندر کی جھاگ اور خس و خاشاک کی مانند ہیں۔ روس اور امریکہ اور دوسرے کفار جوا بازوں کے ہاتھ میں تاش کے پتے بن کر رہ گئے ہیں۔ کبھی ایک کو دیکھ کر خوش ہوتے ہیں کبھی دوسرے کو۔ ہمارے مخلص اور خیر خواہ تو صرف اور صرف حضور اقدسؐ ہیں۔ ان کے ساتھ اگر تعلق ہے تو کامیابی ہوگی۔ ورنہ ہرگز کامیاب نہ ہو سکیں گے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین۔

خاموشی عبادت ہے بغیر محنت کے۔ ہیبت ہے بغیر سلطنت کے۔ قلعہ ہے بغیر دیوار کے۔ فتحیابی ہے بغیر ہتھیار کے۔ آرام ہے کراماً کاتبین کا۔ قلعہ ہے مومنین کا۔ شیوہ ہے عاجزوں کا۔ دبدبہ ہے حکمتوں کا۔ جواب ہے جاہلوں کا۔ (امام غزالیؒ)